بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب:۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ (قرآن)

# اسلام اور مہمان نوازی

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر-۲۶


حضرت مولانا **سیّد ارشد مدنی** صاحب دامت برکاتہم

**صدر المدرسین**

واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند



**شائع کردہ:**

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی

**دار العلوم دیوبند**

۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اسلام اور مہمان نوازی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

اسلام کے مزاج میں اخوت و ہمدردی ہے، اور ساری دنیا کے لئے پیغام محبت ہے، چنانچہ اس کی تعلیمات میں سے ایک اہم اور مثالی تعلیم یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو تمام انسانوں کے ساتھ حسنِ اخلاق، پیار ومحبت، خاطر ومدارات، انسانی ہمدردی، ایک دوسرے کی خبر گیری، ان کی مہمان نوازی، اور خود ان کی دعوت قبول کرنے کی تاکید کرتا ہے، مال خرچ کرنے اور ہر ایک کے ساتھ ایثار کی ترغیب دیتا ہے۔

## مال خرچ کرنا بھی عبادت ہے

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾.

''اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق ہے''۔

(سورۃ الذاریات: ۱۹)

''سائل'' سے مراد وہ غریب حاجت مند ہے جو اپنی حاجت لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے، اور لوگ اس کی مدد کرتے ہیں، اور 'محروم' سے مراد وہ شخص ہے جو فقیر ومفلس اور حاجت مند ہونے کے باوجود شرافت نفس

کے سبب اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتا ہے، اس لیے لوگوں کی امداد سے محروم رہتا ہے، سوالی اور غیر سوالی میں یہ قید نہیں ہے کہ وہ ایمان والے اور مسلمان ہوں، اس میں کوئی قید نہ لگانا یہ بتاتا ہے کہ مانگنے والے اور محتاج کا کوئی بھی دھرم ہو اس کی مدد کی جائے گی، یہ اللہ کا حکم ہے اور مطلقاً ہر محتاج غریب کی امداد کرنا جنتی ہونے کی نشانی ہے۔

قابلِ غور ہے کہ اس مالی عبادت کا ذکر قرآن کریم نے اس عنوان سے فرمایا کہ ''وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ'' یعنی یہ لوگ جن فقراء مساکین پر خرچ کرتے ہیں ان پر کوئی احسان نہیں ہوگا، بلکہ خدا کے دیئے ہوئے مال میں ان کا بھی حق ہے، اور حقدار کا حق اس کو پہنچا دینا کوئی احسان نہیں ہوا کرتا، بلکہ ایک حق اور ذمہ داری سے سبک دوشی ہوتی ہے۔

## کھانا کھلانا جنتی ہونے کی علامت

ارشاد باری ہے:

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْماً وَّأَسِيْراً﴾.

''اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔

(سورۃ الدھر: ۸)

اس آیت میں بھی مسکین یتیم اور قیدی کا لفظ عام ہے، یعنی کسی بھی بے سہارا اور محتاج کی مدد کرنا اسلام کی نظر میں اچھے اور نیک ہونے کی ایک شرط ہے جس کے دل میں رحم نہیں ہے اور یتیم اور بے سہارا انسان پر انسانیت کے رشتہ سے رحم نہیں کرتا وہ درحقیقت سچا پکا اور نیک مسلمان نہیں ہے، یعنی

اچھے اور نیک لوگ وہ ہیں جو دنیا میں مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اس لیے قیدی چاہے کافر بھی ہو اس کو کھانا کھلانا ثواب ہے۔

## مہمان کا اکرام، علامتِ ایمان

﴿عَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْكَعْبِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ﴾.

(البخاری:۲/۹۰۶)

''حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم وخاطر داری کرے''۔

اکرامِ ضیف یعنی مہمان کی خاطر داری کرنا شرعی طور پر یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آئے چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اس کے ساتھ کشادہ پیشانی، خوش خلقی اور ہنس مکھ چہرے کے ساتھ پیش آئے، اس کے ساتھ خوش گفتاری، نرم گوئی اور مہربانی کے ساتھ بات چیت کرے اور اس کو تین دن تک اس طرح کھلائے پلائے کہ پہلے دن تو اپنی استطاعت وحیثیت کے مطابق کچھ پُر تکلف میزبانی کرے، بشرطیکہ اس کی وجہ سے اپنے متعلقین ولواحقین کی حق تلفی نہ ہو، اور بعد کے دو دِنوں میں بلا تکلف جو کچھ حاضر ہو اس کے سامنے پیش کردے تاکہ دونوں (مہمان اور میزبان) کو کوئی گرانی نہ ہو اور پھر تین دن کے بعد (بھی اگر مہمان ٹھہرا رہے تو) اس کو کھلانا پلانا

صدقے کے حکم میں ہوگا، جس کے اوپر اَجر وثواب کا تحقق ہوگا، اللہ کے نبی ﷺ کا حکم یہ ہے کہ مسلمان ہر مہمان کا احترام کرے چاہے اس کا کچھ بھی مذہب ہو، اللہ کے نبی کے پاس مسلمان بھی مہمان آتے تھے، اور غیر مسلم بھی اور آپ دونوں کے احترام میں جو کر سکتے تھے وہ کرتے تھے، اور اُمت کو اسی کا حکم دیا ہے، بلکہ مہمان نوازی کو اچھے اور پکے مسلمان ہونے کی علامت بتایا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس کثرت سے غیر مسلم مہمان آیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ ہر آنے والے کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے، اور اس کی شایانِ شان بلکہ اس کے انداز سے کہیں بڑھ کر حسن معاملہ فرماتے۔

☆ ☆ ☆

# غیر مسلم کی مہمان نوازی

﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ، حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ أَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَأَسْلَمَ﴾.

(الترمذي: ۲/۴)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ کے یہاں ایک غیر مسلم مہمان آیا، آپ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، پھر دوسری بکری کے بارے میں حکم دیا، اس نے وہ دودھ بھی پی لیا، پھر ایک اور کے بارے میں حکم دیا وہ اس کو بھی پی گیا، حتیٰ کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا، صبح کو اس نے اسلام قبول کرلیا''۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا دسترخوان سب کے لیے کھلا رہتا تھا، مؤمن اور غیر مومن کی کوئی تخصیص نہ تھی، سب کے لیے عام تھا، اور آپ سب کی شایانِ شان معاملہ فرماتے تھے اور جو غیر مسلم آپ ﷺ کے قریب آتا وہ آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا، کچھ لوگ آپ ﷺ کے حسن اخلاق کو دیکھ کر اسلام بھی قبول کر لیتے تھے۔

# غیر مسلم مہمانوں کا مسجدِ نبوی میں قیام

۹ھ میں اہلِ طائف کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کے امیر الوفد 'عبد یالیل' کو جو بت پرست تھے، پورے

وفد کے ساتھ عین مسجدِ نبوی میں قیام کی اجازت دی اوران لوگوں کے لئے مسجد کے صحن میں خیمے نصب کرادیئے، نماز اور خطبہ کے وقت یہ لوگ موجود رہتے تھے، حضور اکرم ﷺ نمازِ عشاء کے بعدان کے پاس تشریف لاتے اور بہت دیر تک ان سے باتیں کرتے رہتے، مکہ میں سالہا سال جو جو تکالیف حضور ﷺ نے اٹھائی تھیں اُن کا ذکر کرتے، غزوات و سرایا کا تذکرہ کرتے، غرض نہایت اخلاق ومروّت سے ان کے ساتھ پیش آتے رہے، حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے پتھر مار مار کر خدا کے اِس رسول کو اپنے شہر سے نکالا تھا، جب وہ ان کو خدا کا پیغام سنانے گئے تھے۔

## عیسائی مہمانوں کے ساتھ رواداری کی انتہا

۹ھ میں نجران کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں باریاب ہوا، نجران مکہ معظّمہ اور یمن کے درمیان ایک علاقہ ہے جو عیسائیوں سے آباد تھا، یہ علاقہ اپنے ایک عظیم الشان کلیسا کی وجہ سے تمام عرب میں مشہور تھا، جس کو عیسائی حرم مکہ کا مدمقابل سمجھتے تھے، یہ وفد ساٹھ بڑے بڑے پادریوں پر مشتمل تھا، حضور ﷺ نے ان کو صحنِ مسجد میں اُتارا، ان کی نماز کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے مسجدِ نبوی ہی میں ان کو عیسائی مذہب کے مطابق ''بیت المقدس'' کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کی اجازت دی، اور انھوں نے پورے اطمینان وسکون کے ساتھ نماز ادا کی۔

آج دنیا جو بھی کہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی پوری تاریخ میں اسلام سے زیادہ انسانیت نواز، نوع انسانی کا ہمدرد اور انسانی حقوق کا ضامن نہ کوئی مذہب ہے اور نہ کسی نظریئے میں اتنی جامعیت ہے جو ساری دنیا کی

انسانی ضرورتوں کی تکمیل کر سکے، اسلام اور اسلامی تعلیمات ہمیشہ سے روشن ہیں اور روشن رہیں گی، زمانے کی گردش سے اس کی تابنا کی میں نہ کوئی فرق آیا ہے، نہ آ سکتا ہے، مسلمانوں کو اپنی زندگی حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالنا چاہیے، اور ہر انسان کے ساتھ انسانیت کے رشتہ کی قدردانی کرتے ہوئے حسن اخلاق کا معاملہ ہر سطح پر کرنا چاہیے تا کہ اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کی جا سکے اور مخالفین اسلام کے غلط پروپیگنڈے کا توڑ ہو سکے۔

۞۞۞